© rasailojaraid.com

سید ماجد علی شاہ (لاہور)

سید ابوذر بخاری کا سفرِ آخرت

۲۳/ اکتوبر ۱۹۹۵ء رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہونگے، ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، میرے بیٹے اظہر نے فون اٹھایا..... ابو ملتان سے فون ہے۔ دوسری طرف سے محترم سید عطاء المحسن بخاری بول رہے تھے۔ ماموں، بھائی جان کا انتقال ہوگیا ہے۔ دیگر عزیزان کو بھی مطلع کر دیں۔ نماز جنازہ عصر کے بعد ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انجم (میرا بھتیجا) تو اس وقت میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ دیگر بھائیوں کو بھی مطلع کر دیا۔ میں ۲۴/ اکتوبر کو پی آئی اے کی پرواز نمبر جس کو ساڑھے دس بجے صبح روانہ ہونا تھا، اس میں سوار ہوگیا۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے میں ملتان کی مہربان کالونی میں رکشہ والے کے رحم و کرم پر گھوم رہا تھا کہ اچانک ایک جگہ میں نے پیر جی (سید عطاء المہیمن بخاری) کو گاڑی سے اترتے دیکھا رکشہ والے کو وہیں رک جانے کو کہا۔ اس دوران پیر جی ایک عمارت کے پھاٹک کے اندر جا چکے تھے۔ میں نے رکشہ والے کو فارغ کیا اور پیر جی کے پیچھے اندر چلا گیا۔ پیر جی سے گلے مل کر ہر چیز کی اللہ کی طرف واپسی کا اقرار کیا۔ پیر جی بھی کسی دوسرے شہر سے ابھی ابھی بذریعہ کار آئے تھے اور ان کی اپنی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ یہ جگہ دار بنی ہاشم تھی جس کو میں پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔ اللہ کے دین کے لئے یہاں آنے والے چھوٹے چھوٹے بچے ٹوپیاں پہنے افسردہ سی کیفیت میں اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ ایک درخت کے پاس ایک چارپائی بچھی تھی میں اس پر بیٹھ گیا۔ اس میں ایک مسجد بھی تھی۔ چارپائی پر بیٹھے بیٹھے میں سوچ میں گم ہوگیا...... گزشتہ ساٹھ ستر سال سے یہ خاندان اللہ کے دین اور اس کے احکامات کو ہر نئی نسل کے سینے میں اتار رہا ہے۔ امرتسر والے گھر میں میں بھی اسی طرح پڑھتا تھا۔ قرآن شریف کا سبق یاد نہ کرنے پر ٹھکائی ہوتی تھی اور پہلی ہی قسط میں سبق یاد کر کے سنا دینے پر انعام اور شاباش بھی ملا کرتی تھی۔ اس قسم کی کیفیت سے دوچار تھا کہ پیر جی نے ایک بوتل کھول کر مجھے دی... "ماموں جی بوتل پییں" پیر جی کے اس جذبے نے مجھے مزید متاثر کیا۔ حالانکہ وہ خود لمبے سفر سے آئے تھے اور طبیعت بھی ان کی ناساز تھی۔ شاید یہ خون کا جوش تھا، جو ہم دونوں میں ایک ہے۔ میں جلد سے جلد محلہ ٹبی شیر خان پہنچنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد برخوردار کفیل اور ان کے والد محترم سید محمد وکیل شاہ صاحب بھی آگئے۔ ان سے بھی غمناک کیفیت میں ملاقات ہوئی۔ پھر پیر جی نے کسی طالب علم کے ساتھ موٹر سائیکل پر مجھے ٹبی شیر خان بھیج دیا۔ وہاں پر لالہ جی (سید عطاء المحسن بخاری) تھے، جاتے ہی بھائی جان ابوذر بخاری کا چہرہ مبارک دیکھا۔ سبحان اللہ نور ہی نور تھا۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی اللہ کی راہ میں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہزاروں لوگ اس نیکی کے مینار کو آخری مرتبہ دیکھنے کے لئے ملک کے ہر شہر اور ہر دیہات سے آئے تھے۔

لالہ جی اور میں ایک کونے میں چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اس دوران عقیدت مندوں کا لامتناہی سلسلہ بھائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جان کا آخری دیدار کرتا رہا۔ لالہ جی بالکل اپنے ابا جان مرحوم (امیر شریعت) کی طرح ہر آنے والے سے میرا تعارف کراتے ۔ " یہ میرے ماموں جان ہیں اور میرے لنگوٹیئے بھی" بھائی جان ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے میری آخری ملاقات چند سال قبل سروسز ہسپتال لاہور میں ہوئی تھی۔ وہ سعید بھائی مرحوم کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے اور میں بھی وہاں پر موجود تھا۔ انہوں نے میرے ساتھ بھی بہت سی باتیں کیں تھیں۔

جب وہ ہسپتال سے جانے لگے تو سعید بھائی مرحوم کے ہاتھ میں انہوں نے کچھ تھمایا۔ سعید بھائی کے اصرار کے باوجود انہوں نے رکھ لینے کو کہا۔ یقیناً یہ مالی امداد تھی ۔ یہ وہ جذبہ تھا جو ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ محلہ ٹبی شیر خان کے جس گھر میں، میں ۱۹۹۵ء میں بیٹھا ہوا تھا، یہ گھر ۱۹۵۵ء - ۵۶ والا گھر ہر گز نہیں تھا۔ اپنی سہولیات کے مطابق اس کی شکل بدل دی گئی ہے۔ جہاں مرغیوں کا ڈربہ تھا۔ وہاں پکا فرش ہے۔ جس کمرے میں مجھے اور لالہ جی کو کسی شرارت کی وجہ سے آپا جی مرحومہ تالا بند کیا کرتی تھیں وہاں شاید خوبصورت سا برآمدہ بنا ہوا ہے۔

صرف امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ والی بیٹھک اسی طرح ہے۔ اس لئے اس جگہ مجھے ان کی معطر اور پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ میں نے بھی اسی جگہ نماز ادا کی۔ پھر بھائی جان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ ملتان کے علاوہ پاکستان کے ہر شہر اور دیہات سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ایسے جنازے خوش قسمتوں کے ہوتے ہیں اور صدیوں کے بعد ہوتے ہیں ۔ قبرستان میں اللہ کی امانت اللہ کے سپرد کر دی۔

ہر شے مسافر ہر چیز راہی!
کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی!

لالہ جی بے شمار عقیدت مندوں کے گھیرے میں تھے بڑی مشکل سے لالہ جی کو میں صرف اتنا کہہ سکا۔ لالہ جی میں واپس جا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے رکنے کے لیے کہا لیکن میں اپنے لاہور گھر میں بے شمار دنیاوی مسائل چھوڑ کر گیا تھا، جس کی تفصیل اس وقت لالہ جی کو بتائی نہیں جا سکتی تھی اور ان مسائل میں میری شمولیت بہت ضروری تھی۔

میں اپنی آپی جی سے تعزیت بھی نہ کر سکا۔ جس کا مجھے افسوس ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھائی جان ابوذر بخاری کے درجات بلند فرمائے اور انہوں نے عمر بھر دینِ اسلام کی جو تبلیغ کی ہے اسے قبول فرما کر اپنی شان کے مطابق جزاء عطاء فرمائے۔ حضرت امیرِ شریعت کے بیٹے اور بیٹی اور تمام خاندان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین)

© rasailojaraid.com